AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کتبِ عقائد میں امام طحاویؒ کا منہج: "العقیدۃ الطحاویۃ" کا اختصاصی مطالعہ

The Methodology of Imām al-Ṭaḥāwī in Classical Books of Creed: A Focused Study of *al-ʻAqīdah al-Ṭaḥāwiyyah*

Dr. Fozia Naeem
Assistant Professor,
Govt. College of Jaranwala, Faisalabad.
E-mail: foziaashergcj@gmail.com
Dr. Hafiz Masood Qasim
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies,
University of Agriculture, Faisalabad.
E-mail: hafizqasim@uaf.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-9370-2551
Asad Ghafoor
Lecturer,
Deptt. Of Islamic Studies,
University of Agriculture, Faisalabad.
E-mail: asadghafoor@uaf.edu.pk

Abstract

Allah Almighty has created countless beings in this world, and among them, He has honored humankind as the best of creation. For the guidance and rectification of humanity, He sent Prophets and Messengers. The final and greatest of these was the Seal of the Prophets, Muhammad Mustafa. The fundamental mission of all Prophets—from the earliest to the last—was the same: "Allah is One; worship Him alone." This message was carried by Ibrahim (Abraham), Nuh (Noah), Musa (Moses), ʻIsa (Jesus), peace be upon them all, and all other Prophets. The Prophet Muhammad perfected and completed this mission. He dedicated his entire life to the correction of the beliefs (ʻAqidah) of the Ummah. After him, particularly from the era of the Companions to the generations of the Tabiʻin and Tabaʻ Tabiʻin (2nd and 3rd Hijri centuries), various theological and ideological challenges (fitan) emerged. To counter these, there arose a pressing need for a doctrinal framework that could effectively refute the deviations of misguided sects. Among the key theological debates of the time were the createdness of the Qur'an, Allah's Istiwa' over the Throne, belief in Divine Decree (Qadar), the components of faith (Iman), the status of deeds, and the reality of Paradise, Hell, and the Pond of Kawthar. Sects such as the Muʻtazilah, Qadariyyah, and Murji'ah propagated various false doctrines, which misled many. There arose a dire need for a comprehensive scholarly response that could refute these heretical ideologies in detail. Allah chose Imam al-Tahawi (may Allah have mercy on him) for this monumental task. In his seminal work, he refuted all deviant views, often prioritizing the statements of the Companions, the leading scholars of the Hanafi school, and the consensus of Ahl al-Sunnah wa'l-Jamaʻah. This research article aims to explore the methodology of Imam al-Tahawi in his treatise—especially through

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

examples—and to analyze how he refuted the false doctrines of the Mu'tazilah, Jabariyyah, Qadariyyah, and other deviant sects.
Key Words: *ʿAqīdah, Imām al-Ṭaḥāwī, al-ʿAqīdah al-Ṭaḥāwiyyah, Islamic Theology, Deviant Sects*

تعارفِ موضوع

اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات کا شرف عطا فرمایا اور اس کی ہدایت و رہنمائی کے لیے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ ان انبیاء کا بنیادی پیغام توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان رہا۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اس پیغام کو کمال تک پہنچایا اور امت کی اصلاحِ عقائد کے لیے ساری زندگی وقف کر دی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں عقائدی فتنوں نے سر اٹھایا، جن میں معتزلہ، قدریہ، مرجئہ اور جہمیہ جیسے گمراہ فرقے شامل تھے۔ ان فرقوں نے قرآن کی مخلوق ہونے، صفاتِ الٰہی، جبر و اختیار، ایمان کے اجزاء، اعمال کی حیثیت، اور جنت و دوزخ جیسے بنیادی عقائد پر شبہات پیدا کیے۔ ایسے پر فتن دور میں اہلِ سنت والجماعت کے علماء نے عقائدِ اسلامیہ کو محفوظ کرنے اور ان گمراہیوں کا رد کرنے کے لیے قلم اٹھایا۔ ان میں امام ابو جعفر طحاویؒ کی کتاب العقیدۃ الطحاویۃ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے، جس میں انہوں نے حنفی مسلک کے مطابق اور صحابہ کرام کی آراء کی روشنی میں اہلِ سنت کے عقائد کا دفاع کیا۔ یہ مقالہ امام طحاویؒ کے منہجِ عقائد کا تفصیلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔

مبحث اوّل: امام طحاویؒ: احوال و آثار

نام و نسب:

امام طحاویؒ کا پورا نام احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ بن سلیم بن سلیمان الازدی، الحجری الطحاوی، مصری حنفی ہیں۔ آپ کے القابات میں فقیہ، مجتہد، حافظ محدث اور مورخ کے عظیم الفاظ شامل ہیں۔[1] آپ کی پیدائش کے حوالے سے مختلف اقوال ہیں جن میں ۲۲۱ھ، ۲۲۹ھ، اور ۲۳۰ھ قابل ذکر ہیں۔[2]

آپ کی علم حدیث و فقہ میں گراں قدر خدمات ہے۔ آپؒ کا سماع عبد الغنی بن رفاعہ، ھارون بن سعید ایلی، یونس بن عبد الاعلی، بحر بن نصر خولانی، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم، عیسیٰ بن مثرود، ابراھیم بن منقذ، ربیع بن سلیمان المرادی اور مقدام بن داؤد رعینی وغیرہ اہم ہیں۔

تعلیم و تربیت:

امام طحاوی کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔ خود امام طحاوی کے والد ادب و شاعری میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور ان کی والدہ جو امام مزنی کی ہمشیرہ تھیں وہ خود بھی بڑی فقیہہ اور عالمہ تھیں امام سیوطی نے ان کا ذکر مصر کے شافعی فقہاء میں کیا ہے۔ ایسے علمی گھرانے میں آنکھیں کھولنے والا بچہ اگر آگے چل کر نامور محدیث و مجتہد بنے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کرنے کے علاوہ امام طحاوی امام ابوزکریا یحیی بن محمد بن عمروس سے مزید تعلیم حاصل کی انہی کے پاس قرآن حفظ کیا۔ امام مزنی کا نام محتاج تعارف نہیں ہے فقہاء شافعیہ میں ان کا بڑا مقام و مرتبہ ہے اور یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ امام شافعی کے بعد ان کی علمی وراثت اور جانشینی انہی کے سپرد ہوئی تھی اور امام شافعی کے تلامذہ

---

1 عمر رضا کحالہ، معجم المولفین، بیروت: داراحیاء التراث العربی، س۔ن۔ ص ۲/۱۰۷

2 لکھنوی، عبد الحئ، الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ، کراچی: قدیمی کتب خانہ، س۔ن۔ ص ۳۲

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

میں ان کا ممتاز مقام تھا۔ امام طحاوی نے فقہ اور حدیث کی تحصیل امام مزنی سے کی۔ امام طحاوی امام مزنی کے حلقہ درس سے کتنے عرصہ وابستہ رہے کتب تراجم میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ملتی لیکن اتنا ضرور ہے کہ امام مزنی کے حلقہ درس کو جب انہوں نے چھوڑا تو اس وقت وہ بالغ نظر عالم اور صحیح وسقیم میں امتیاز حاصل کر چکے تھے ۔ آپؒ سے اخذ حدیث کرنے والوں میں یوسف بن قاسم میانجی، ابو القاسم طبرانی، محمد بن بکر بن مطروح، احمد بن قاسم خشاب، ابو بکر بن محمد مقری، احمد بن عبد الوارث زجاج، عبد العزیز بن محمد جوھری اور محمد بن حسن بن عمر تنوخی قابل ذکر ہیں۔ آپؒ نے علم فقہ ابو جعفر احمد سے حاصل کی پھر آپ شام گئے، وہاں قاضی القضاۃ ابو خازم عبد الحمید سے عیسیٰ بن ابان کے واسطے سے حدیث اخذ کی۔ آپ کے اساتذہ میں کثیر تعداد میں مصری اور مصر میں آنے والے لوگ تھے۔[3]

شافعی سے حنفی ہونے کی وجہ:

اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے رنگ آمیزی کی ہے اور رائی کو پربت بنانے کی کوشش کی ہے۔ امام طحاوی کی سیرت پر امام زاہد الکوثری نے ایک کتاب لکھی ہے۔ "الحاوی فی سیرۃ الطحاوی" اس کتاب میں انہوں نے کئی اقوال نقل کر کے ان پر تنقید کی ہے اور آخر میں یہ رائے اختیار کی ہے کہ امام مزنی خود بھی امام ابو حنیفہ اور ان کے اجلہ تلامذہ امام ابو یوسف و امام محمد کی کتابیں زیر مطالعہ رکھتے تھے اور استفادہ کرتے تھے اور یہی ان کے شافعی سے حنفی ہونے کی وجہ بنی۔ لیکن یہ کوئی قوی وجہ نہیں ہے آخر امام شافعی بھی امام محمد کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے اور ویسے بھی علم کی کوئی سرحد نہیں ہوتی کوئی بھی کسی کی بھی کتاب سے استفادہ کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں تو اس مسئلہ کا قول فیصل یہ ہے جو خود امام طحاوی سے منقول ہے:

> **"قال ابوسليمان بن زبر قال لى الطحاوى :اول من كتبت عنه الحديث المزنى ،واخذت بقول الشافعى فلماكان بعد سنين قدم احمد بن ابى عمران قاضياعلى مصر فصحبته واخذت بقوله"**
>
> "سلیمان بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھ سے امام طحاوی نے بیان کیا میں نے اولاً امام مزنی سے حدیثیں لکھی اور امام شافعی کے قول کو اختیار کیا چند سالوں کے بعد جب احمد بن ابی عمران قاضی بن کر مصر آئے تو میں ان کی شاگردی اختیار کی اور ان کے قول کو اختیار کیا۔"[4]

امام طحاوی کا یہ اعتراف بتارہا ہے کہ ان کا شافعیت سے حنفیت کی جانب انتقال کسی جذباتی فیصلہ کا رد عمل نہ تھا بلکہ تحقیق اور تدقیق سے اٹھایا گیا قدم تھا۔ پہلے خاندانی اثرات اور مصر کے ماحول کے تحت شافعی مسلک اختیار کیا لیکن جب وہاں قاضی ابو عمران آئے اور ان کے ساتھ رہ کر آپ نے احناف کے اصول و دلائل کو سمجھا تو آپ کو یہ زیادہ مناسب اور بہتر لگا اور آپ نے اس کو اختیار کیا۔

---

[3] ذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر أعلام النبلاء، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱ء، ص:۱۵/ ۲۷

[4] ذھبی، شمس الدین ابراھیم: ص۱۵/ ۲۷

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تصانیف:

آپ کی عقیدہ طحاویہ کے علاوہ احکام القرآن، کتاب معانی الآثار، مشکل الآثار، شرح جامع الکبیر، شرح جامع الصغیر، شروط الکبیر، شروط الصغیر، شروط الاوسط وغیرہ ہیں[5] ان میں سے کچھ مطبوعات اور کچھ مخطوطات ہیں، جن کی تصیل درج ذیل ہے:

احکام القرآن الکریم: یہ کتاب تاحال طبع نہیں ہوئی ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ ترکی کے مکتبہ وزیر کبری میں رقم 814 میں موجود ہے۔

اختلاف العلماء: یہ بہت بڑی کتاب ہے اور جیسا کہ امام طحاوی کے سوانح نگاروں نے ذکر کیا ہے یہ کتاب تقریبا 130 جلدوں میں ہے مگر افسوس کہ اس کتاب کا کوئی اتا پتہ نہیں ہے اس کتاب کا جو اختصار حافظ ابو بکر الجصاص الرازی نے کیا ہے وہی دستیاب ہے اس کتاب کا نسخہ مکتبہ جاراللہ ولی الدین استانبول اور دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔

التسویۃ بین حدثنا واخبرنا: ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں علم حدیث کی ایک خاص اصطلاح حدثنا اور اخبرنا کے بارے میں بحث کی گئی ہے کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔

الجامع الکبیر فی الشروط: اس کتاب کے نسخہ ہیں جو برلین رقم ۴۱۔۴۲، قاہرہ اول ۳/۱۰۲، قاہرہ ثانی ۴۵۶/۱ اور شہید علی باشا رقم ۸۸۱۔۸۸۲ میں موجود ہے۔ یہ کتاب مکمل طور پر ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہے لیکن اس کے کچھ حصے مثلا اذکار الحقوق والرھون اور کتاب الشفعہ شائع ہو چکی ہے۔

السنن الماثورہ: یہ امام ابو جعفر الطحاوی کی وہ روایتیں ہیں جو انہوں نے اپنے ماموں امام مزنی سے امام شافعی کے واسطے سے سنی ہیں اس کو سنن شافعی بھی کہا جاتا ہے۔ حال میں خلیل ابراہیم ملا خاطر کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے۔

شرح معانی الآثار: یہ امام طحاوی کی سب سے مایہ ناز کتاب ہے جس میں انہوں نے احادیث احکام پر بحث کی ہے۔ یہ بھی کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے اور اہل علم کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔

الشروط الصغیر: عراق کے دیوان الاوقاف احیاء التراث الاسلامی کی جانب سے دکتور روحی اوز جان کی تحقیق سے مطبع العانی سے شائع ہو چکی ہے۔

العقیدۃ الطحاویہ: امام طحاوی نے شروع میں بیان کیا ہے اس میں وہ عقائد ہیں جو امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد سے منقول وماثور ہیں۔ یہ بھی امام طحاوی کی مایہ ناز کتابوں میں سے ہے اور کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے اور اس کے بہت سارے شروح لکھے گئے ہیں۔

مختصر الطحاوی (الاوسط): یہ کتاب فقہ میں ہے اور اولا لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن سے علامہ ابو الوفاء الافغانی کی تحقیق سے شائع ہوئی تھی بعد کو قاہرہ سے مطبع دارالکتاب العربی سے شائع ہوئی اس پر بھی بہت ساری شرحیں لکھی گئی ہیں۔

مشکل الآثار (فی اختلاف الحدیث): اس کتاب کے تین مخطوطے پائے ہیں۔ ایک برلین میں دوسرا رامپور میں اور تیسرا مکتبہ فیض اللہ استنبول میں ہے۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن الھند نے شائع کی تھی اور یہ کتاب صرف آدھی شائع ہوئی جو کہ تقریبا چار جلدوں میں ہے۔ اس

[5] لکھنوی، عبدالحئی، الفوائد البھیہ ص ۳۲

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کے بعد دوبارہ یہ کتاب مشہور محقق علامہ شعیب الارنوئوط کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے جزاہ اللہ خیرا۔اس کا بھی کئی حضرات نے ایک اختصار کیاہے جن میں سے ایک یوسف بن موسیٰ ابو المحاسن الحنفی ہیں یہ اختصار حیدرآباد دکن سے شائع ہوچکی ہے۔

وفات:

آپ کی وفات ۳۲۱ھ میں ہوئی۔[6]

مبحث دوم: اہل سنت والجماعت کے امتیازات بیان کرنے کا منہج

امام طحاویؒ تیسری ہجری کے جلیل القدر امام ہیں۔آپؒ بیک وقت قرآن،حدیث و فقہ میں کمال درجے کا مقام رکھتے ہیں۔اپنی کتاب ''العقیدہ''اہل سنت والجماعۃ کے عقائد کے بنیادی اصول بیان کردیے ہیں۔اگرچہ یہ کتاب انتہائی مختصر انداز میں تحریر کی گئی ہے لیکن اس کا اسلوب انتہائی جامع ہے۔اس میں تقریباً۱۳۴بنیادی نکات ہیں جن میں ہر ایک نکتہ انتہائی اہمیت کاحامل ہے لیکن طوالت کے خدشہ سے صرف توحید،تقدیر،عرش،قرآن کے مخلوق ہونے،عرش کے بارے میں امام طحاوی کا منہج اور باطل نظریات بیان کرنے پر ہی فوکس کیا جائے گا۔جبکہ تیسری مبحث میں معاصر رویے بیان کیے جائیں گے۔

عقیدہ طحاویہ میں ابتدا ہی توحید الٰہی سے کی گئی ہے اور بنیاد یہ بنائی گئی ہے کہ یہی عقیدہ اصلا ایمان ہے اور اہل سنت والجماعۃ کے عقیدے کی بنیاد ہے۔اس کی وضاحت سے قبل ایمانیات کے اجزاء جو حدیث جبرائیل میں بیان کیے گئے ہیں انھیں اجمالاً پیش کیا جاتا ہے:

> **((۔۔أخبرني عن الإيمان؟ قال :الإيمان :أن تؤمن بالله، وملائكته، وكتبه، ورسله، واليوم الآخر، وتؤمن بالقدر خيره وشره.))**

> ''(جبرائیلؑ نے) کہا: مجھے ایمان کے بارے بتائیں: آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتب، رسولوں، یوم آخرت اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائیں۔''

یہ حدیث، کتب احادیث میں کثرت طرق کے ساتھ روایت کی گئی ہے لیکن اس کا متن تمام طرق میں یکساں طور پر ایک ہی ہے، اور اسی بنیاد پر امام طحاویؒ نے عقائد کی بنیاد رکھی ہے۔

امام صاحب نے آغاز توحید سے یوں کیاہے:

> **((إن الله واحد لا شريك له، ولا شيء مثله، ولا شيء يعجزه، ولا إله غيره قديم بلا ابتداء دائما بلا انتهاء،۔۔۔))''[7]**

> ''بے شک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے، کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے نہ ہی کوئی چیز اسے عاجز کرسکتی ہے،اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں،وہ قدیم ہے،جس کی کوئی ابتداء وانتہا نہیں ہے۔''

---

[6] ذہبی، شمس الدین، سیر اعلام النبلاء:ص۱۵/ ۳۲

[7] طحاوی، ابوجعفر، احمد بن محمد، العقیدۃ الطحاویۃ، دارابن حزم، بیروت، ۱۹۹۵ء، ص۸

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام طحاوی نے توحید سے اپنی کتاب کا آغاز کیا ہے اور یہ دعوتی اسلوب ہے۔ اسی اسلوب کو انبیائے کرام نے اپنے دعوتی مشن کی بنیاد بنایا تھا۔ حضرت نوحؑ سے لیکر سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ، تمام انبیائے کرام کا یہی اسلوب رہا ہے۔ یہی دعوتی مشن کو محور و مرکز اور بنیاد ہے۔ اسی بنیاد و اساس کو مضبوط بنانا اور اس کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ انبیائے کرامؑ نے دعوتی مشن میں توحید الوھیت کو کس طرح بنیاد بنایا، قرآن کریم اس کی شہادت یوں دیتا ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾[8]

حضرت ھودؑ کا منہج تبلیغ یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۔ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۔ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾[9]

حضرت صالحؑ کا توحید بیان کرنے کا منہج یوں بیان کیا گیا:

﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۔ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُه ﴾[10]

حضرت شعیبؑ کا منہج تبلیغ یوں بیان کیا گیا:

﴿وقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾[11]

اور تمام انبیائے کرام کے مشن تبلیغ کو کلی طور پر اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

﴿لقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾[12]

اور مزید فرمایا:

﴿مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾[13]

اور احادیثِ مبارکہ میں بھی مشن توحید کو بڑے واضح انداز سے بیان کر دیا گیا ہے:

((أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلاالله،وأن محمدالرسول الله))[14]

---

[8] الاعراف:۵۹

[9] الاعراف:۶۵

[10] الاعراف:۷۳

[11] اعراف:۸۵

[12] النحل:۳۶

[13] الانبیاء:۲۱

[14] صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع،۱۹۹۹ء، حدیث نمبر ۲۵، ص۷

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ اعلان ہر مسلمان مکلف پر فرض ہے کہ وہ توحید کامل بشمول تمام اقسام (ربوبیت، الوھیت اور اسماء وصفات) کا اقرار کرے۔ اسی بنیادی عقیدے کے بغیر اس کی کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کے معیار پر پورا نہیں اترتی۔ اس عقیدے کی بنیاد بھی توحید اور آخر میں جب زندگی کا خاتمہ ہوتا ہے تب بھی اس توحید کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((من کان اخر کلامه لا إله إلا الله دخل الجنة))[15]

تقدیر:

اللہ تعالیٰ کے قضاوقدر کے حوالے سے امام طحاویؒ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کی وضاحت فرماتے ہیں:

((وقدرلهم اقدارا،وكل شيء يجرى بتقديره ومشيته، ومشيئته تنفذ،لا مشيئة للعباد إلا ما شاء لهم،فما شاء لهم كان وما لم يشأ لم يكن۔))[16]

"اس (اللہ تعالیٰ) نے ہر چیز کا اندازہ لگایا ہے، ہر چیز اس اللہ کے حکم (تقدیر) ومشیئت سے چلتی ہے اور اسی ہی کی مشیت بندوں کے لیے نافذ العمل ہے۔ جو وہ اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ ہو گا، جو نہیں چاہے گا نہیں ہو گا۔"

امام طحاوی کا یہ قول قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کی تفسیر کے تحت آتا ہے جو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کی غمازی کرتا ہے:

﴿الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾[17]

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا﴾[18]

تیسرے مقام پر فرمایا:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾[19]

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((قدر اللَّهِ مقادير الخلق قبل أن يخلق السماوات والارض بخمسين ألف سنة،وكان عرشه على الماء))[20]

---

15 ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، حدیث نمبر ۳۱۱۶

16 طحاوی، ابو جعفر، العقیدۃ الطحاویہ، ص ۱۱

17 فرقان: ۲

18 احزاب: ۳۸

19 القمر: ۴۹

20 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، حدیث نمبر ۶۷۴۸

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مندرجہ بالا دلائل امام طحاوی کے اہل السنہ والجماعہ کے اسلوب کی تائید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مخلوق کی تقدیر لکھی، اور ان کی اجل مقرر کر دی اور جب یہ اجل آئے گی تو اس سے ذرہ بھر تقدیم ہو گی نہ ہی تاخیر ہو گی۔ اسی کو ہی قرآن کریم میں مزید دلیل سے تائید حاصل ہوتی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ﴾[21]

اسی طرح صحیح مسلم میں نبی اکرم ﷺ سے عبد اللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں:

((قالت أم حبيبة زوج النبیﷺ:أللهم أمتعنی بزوجی رسول اللّٰهِ ، وبأبی سفيان،وبأخی معاوية،قال:فقال النبیﷺ،قد سألت لاجال مضروبة، و أيام معدودة، وأرزاق مقسومة،لن يعجل شيئا قبل أجله،ولن يوخر شيئا عن أجله،ولو كنت سألت الله أن يعيذک من عذاب فی النار وعذاب فی القبر۔:كان خيرا و أفضل))[22]

"ام حبیبہؓ نے فرمایا: اے اللہ: مجھے میرے خاوند رسول اللہ ﷺ، میرے والد ابو سفیان اور میرے بھائی معاویہ کا فائدہ پہنچا۔ راوی نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے اللہ سے مقررہ عمروں کا، اور متعین دنوں کا، اور تقسیم شدہ رزق کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر گز وقت سے پہلے جلدی کرے گا اور نہ وہی وقت سے موخر کرے گا۔ کاش کہ تو اللہ سے سوال کرتی کہ اللہ تجھے آگ اور قبر کے عذاب سے دور رکھے تو یہ بہتر اور افضل ہوتا۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ مقتول کی موت اس کے وقت پر آئی، اللہ رب العزت نے کسی شخص کے مقدر میں فلاں مرض سے موت واقع ہونے کا لکھا، کسی کا قتل کے حوالے سے، کسی کا غرق ہو کر مر جانے سے اور کسی کا جل کر مر جانے کے حوالے سے لکھا ہے اور اسی طرح دیگر اسباب کے ساتھ۔ علی ہذا القیاس۔

"وعند المعتزله:المقتول مقطوع عليه أجله، ولو لم يقتل لعاش إلى أجله فكان له أجلان، وهذا باطل۔"[23]

معتزلہ کا عقیدہ کہ مقتول کی اجل اس کے لیے طے شدہ ہے اگر اسے قتل نہ کیا جائے تو وہ اپنی مقررہ مدت تک زندگی گزارے گا۔ گویا اس کے لیے دو اجل ہیں۔ حالانکہ یہ باطل عقیدہ ہے۔"

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

((فقد كتب فی اللوح المحفوظ ما شاء۔ وإذا خلق جسد الجنين قبل نفخ الروح فيه،بعث إليه ملكا، فيومر بأربع كلمات،فيقال له:اكتب رزقه وأجله وعمله وشقی أم سعيد ونحو ذالک ۔))[24]

---

[21] آل عمران:۱۴۵

[22] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۶۷۷۰

[23] ابن عبد العز حنفی، شرح العقیدۃ الطحاویہ، کراچی: قدیمی کتب خانہ، ۲۰۰۱ء، ص ۱۴۳

[24] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، العقیدۃ الواسطیہ بشرح محمد بن صالح العثیمین، جدہ: دار العلوم الندیہ للنشر والتوزیع، س۔ن۔ ص ۴۴۲

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اس نے جو کچھ چاہا لوح محفوظ میں لکھا" جنین کا جسم پیدا کرنے کے بعد اس یں روح پھونکنے سے قبل اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے، پس اس سے کہا جاتا ہے: اس کا رزق، اس کا وقت مقرر، اس کا عمل اور اس کا بدنصیب ہونا یا خوش نصیب ہونا لکھ دے، اور اس طرح کی دوسری تقدیر۔"

اور وہ یہ دو جگہیں ہیں:

پہلی جگہ: لوح محفوظ، جبکہ دوسری جگہ: کتابت عمر، جو کہ ماں کے پیٹ میں جنین لکھی جاتی ہے۔ تیسری جگہ: سالانہ تقدیر، جو شب قدر میں لکھی جاتی ہے؛ اس رات میں اس سال ہونے والی اہم چیزیں لکھی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۔ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۔ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾[25]

"بے شک ہم نے اس قرآن کو بابرکت رات میں اتارا، جس میں ہر حکمت والے کام تقسیم کیے جاتے ہیں۔"

غالی قدریہ او عصری رویے:

غالی قدریہ تقدیر کا انکار کرتے تھے جبکہ آج کل اس کے منکرین کی تعداد بہت کم ہے۔ پہلے غالی قدریہ انکار کرتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے افعال کا ان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد علم ہوتا ہے اور یہ کہ وہ لکھے ہوئے نہیں ہوتے۔ وہ کہتے تھے کہ معاملات نئے سرے سے وجود میں آتے ہیں، مگر ان کے متاخرین علم اور کتابت کا تو اقرار کرتے جبکہ مشیت اور خلق کا انکار کرتے ہیں، یہ بندوں کے افعال کی نسبت سے ہے۔ مگر خود اللہ تعالیٰ کے افعال کی نسبت سے کوئی بھی اس بات کا انکار نہیں کرتا کہ اللہ کو ان کے وقوع سے قبل ان کا علم ہوتا ہے۔ جو لوگ بندوں کے افعال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے علم کا انکار کرتے ہیں، شریعت ان پر کفر کا حکم لگاتی ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی صفت "علیم" علم کا انکار کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے حوالے سے اہل السنہ کا عقیدہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، لیکن اس میں عقیدے کے حوالے سے کون کون سے رموز و نکات شامل ہیں اس کا اظہار امام طحاوی یوں کرتے ہیں:

"وإن القران كلام الله، منه بدا بلا كيفية قولا، و أنزله على رسوله وحيا، وصدقه المومنون علىٰ ذلک حقا، و أيقنوا أنه كلام الله تعالىٰ بالحقيقة، ليس بمخلوق ككلام البرية۔ فمن سمعه أنه كلام البشر فقد كفر، وقد ذمه الله وعابه وأوعده بسقر، حيث قال تعالىٰ (سأصليه سقر) فلما أوعد الله بسقر لمن قال: (إن هذا إلا قول البشر) [المدثر:٢٥] علمنا و أيقنا أنه قول خالق البشر، ولا يشبه قول البشر۔"[26]

"بے شک قرآن کلام اللہ ہے، اس سے بغیر کسی کیفیت کے اللہ تعالیٰ کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے، اللہ نے اسے اپنے رسول ﷺ پر وحی کی صورت میں نازل کیا اور مومنوں نے اسی کی تصدیق کی اور انھوں نے یقین کر لیا کہ یہ حقیقت میں اللہ کا

[25] الدخان: ۳۔۴

[26] طحاوی، العقیدہ الطحاویہ، ص ۲۰

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کلام ہے۔ یہ انسانوں کی طرح اللہ کی مخلوق نہیں ہے۔ جس نے اس سنا اور کہا کہ یہ انسان کا کلام ہے یقیناً اس نے کفر کیا۔ اللہ نے ایسے شخص کی مذمت کی ہے اور اسے جہنم کے عذاب سے ڈرایا ہے۔ جیسے اللہ نے فرمایا[میں اسے جہنم میں داخل کروں گا]اور یہ حکم اس انسان سے متعلق ہے جس نے کہا[یہ تو بشر کا کلام ہے]ہم نے یقین کر لیا اور اس حقیقت کو جان لیا کہ یہ خالق بشر کا کلام ہے۔ اور یہ انسان کے کلام سے مشابہہ نہیں ہے۔"

معتزلہ کے دلائل اور جواب:

فرقہ معتزلہ کے نزدیک قرآن مجید اللہ کا کلام نہیں بلکہ وہ اللہ کی مخلوق ہے۔ وہ اس کے لیے ارشاد باری تعالیٰ سے استدلال کرتے ہیں:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾[27]

"اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

معتزلہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن بھی ایک چیز ہے لہذا وہ "کل شیء" کے عموم میں داخل ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ وجود صرف دو ہیں: ایک خالق اور دوسرا مخلوق کا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق ہے، اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ مخلوق ہے۔

اس کا جواد و طرح سے ہو سکتا ہے:

(۱) قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی ایک صفت ہے اور خالق کی صفات غیر مخلوق ہیں۔

(۲) "کل شیء" یہ تعبیر عام ہے، مگر کبھی اس سے مراد خاص ہوا کرتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ملکہ سباء کے بارے میں فرمایا:

﴿وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ﴾

"اسے ہر چیز دی گئی تھی۔"(نمل:۲۳)

حالانکہ اس کے ملک سے کئی چیزیں خارج تھیں، مثلاً حضرت سلیمانؑ کی سلطنت۔

حقیقت میں یہ وہ منہج ہے جو امام طحاوی نے اہل السنۃ والجماعہ کے حوالے سے پیش کیے ہیں۔ یہی وہ رائے ہے جس پر کتاب و سنت دلالت کرتے ہیں اور جو شک و شبہات اور باطل آراء کی نفی کرتے ہیں۔ قرآن کے کلام کے حوالے سے مختلف اقوالِ باطلہ جن میں معتزلہ، فلاسفرز اور ابن کلاب اور اشاعرہ کے قول کی بھی نفی کی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے، جس طرح معتزلہ کا موقف ہے۔ اور یہ عبرانی زبان سے نقل کیا گیا ہے، جس طرح توراۃ ہے۔[28]

" أنه حروف وأصوات، أزلية مجتمعة في الازل، وهذا قول طائفة من أهل الكلام ومن أهل الحديث "[29]

"یہ حروف واصوات ہیں اور ازل سے جمع شدہ ہیں۔ اور یہ اہل کلام کے ایک گروہ اور اهل الحدیث کا موقف ہے۔"

---

[27] الزمر:۶۲

[28] عبداللہ بن عبدالرحمان، الریاض الندیۃ علی شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ریاض: دار الصمیعی للنشر والتوزیع، ۲۰۱۰، ص ۲/۴

[29] نفس المرجع

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

معجزات کے بارے اہل السنۃ کا موقف:

امام طحاویؒ اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے معجزات کی حقیقت کی وضاحت پیش کرتے ہوئے معراج النبی ﷺ کی مثال دیتے ہیں:

(والمعراج حق، وقدأسری بالنبیﷺ وعرج بشخصیة فی الیقظة، الی السماء،ثم إلی حیث شاء الله من العلاء و أكرمه الله بما شاء، وأوحی الیه ما أوحی ، ماكذب الفؤاد مارأی، فصلی الله علیه وسلم فی الاخرة والأولی۔)[30]

"معراج برحق ہے، نبی اکرم ﷺ کو حالت بیداری میں شخصی معراج کیا، آسمان کی طرف، پھر اللہ تعالیٰ نے جہاں چاہا انھیں لے گیا۔۔"

حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو معراج حالت بیداری میں شخصی حالت میں ہوا ہے۔اس میں اس بات کی نفی ہے کہ آپ کو معراج صرف روح کو ہوا ہے بلکہ روح اور جسم دونوں اس میں شامل تھے۔ آپ ﷺ کو مکہ سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا پھر آپ کو آسمان پر لے جایا گیا اور جسم اور روح دونوں کو سیر کرائی گئی۔[31]

اللہ کا عرش:

امام طحاوی اللہ کے عرش کے حوالے سے اہل السنہ والجماعہ کا منہج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((والعرش والكرسی حق،وهو مستغن عن العرش وما دونه))[32]

"عرش اور کرسی حق ہے، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ) عرش اور اس کے علاوہ چیزوں سے وہ مستغنی ہے۔"

امام طحاوی کے اس منہج کی تائید میں قرآنی آیات بھی پیش کی جاسکتی ہیں جو کہ سات مختلف مقامات پر ہیں جن میں سے اختصاراً دو کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾[33]

"بے شک تمھارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔

دوسری جگہ فرمایا:

﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾[34]

"رحمان عرش پر مستوی ہے"

---

[30] طحاوی، ابو جعفر، عقیدہ طحاویہ، ص۱۵

[31] عبداللہ بن عبدالرحمان، الریاض الندیۃ علی شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص ۲/ ۳۳۳

[32] طحاوی، ابو جعفر، العقیدۃ الطحاویہ ص۱۹

[33] الاعراف:۵۴

[34] طہٰ:۵

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس بارے شیخ محمد بن صالح العثیمین نے بڑی اچھی وضاحت پیش کی ہے:

"[العرش] سے مراد مخلوقات کا احاطہ کرنے والی چھت ہے، ہم عرش کے مادہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے جس سے ہمیں اس بارے میں کچھ وضاحت حاصل ہو سکتی ہو۔ البتہ ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ عرش الٰی رب تعالیٰ کی کل مخلوقات سے بڑا ہے۔"[35]

اصل کے اعتبار سے عربی زبان میں عرش سے مراد بادشاہ کا تخت ہوتا ہے، اور یہ سبھی کے علم میں ہے کہ تخت شاہی اس قدر عظیم الشان ہوتا ہے کہ اس کی اور کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اہل السنۃ کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور یہ استویٰ اس کے شایان شان ہے اور یہ مخلوق کے استواء کے مماثل ہرگز نہیں ہے۔

مبحث ثالث: معاصر نظریات اور امام طحاویؒ کا منہج

قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ اسلامی نظریات میں بنیاد اور کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔ اس کا نفوذ اور اس سے بنیادی راہنمائی لینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اگر اپنے تعلیمی اداروں میں معاصر نظریات کو دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ ہماری جامعات میں کچھ ایسے نظریات ہیں جن سے گروہ بندی، فرقہ پرستی اور بلکہ بسا مواقع پر الحادانہ فکر بھی جنم لے رہی ہے اس قسم کی سوچ کی حقیقی طور پر قلع قمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ان نظریات کا فکری بنیادوں پر مقابلہ کرنا چاہیے تاکہ ان تعلیمی اداروں میں تیار ہونے والی نسل مستقبل کے نظریاتی معمار بن سکیں، اور اپنی کچی عمر کی وجہ سے فتنہ پرداز لوگوں کے فتنوں سے بچ سکیں۔

ان موضوعِ بحث نظریات میں عذابِ قبر، امت محمدیہ کے افراد پر تلوار چلانا، علم دین میں اشتباہ کی حیثیت، فرقہ پرستی، اور نجومیوں کے بارے عقائد کے حوالے سے کلیدی مباحث شامل ہیں۔ امام طحاویؒ نے ان تمام افکار کے حوالے سے ایک ایسا بنیادی عقیدہ بنیاد بنایا ہے جس کی تائید قرآنی آیات اور احادیث نبویہ بھی کرتی ہیں۔ لہٰذا اس کا مطالعہ وعصری تجزیہ ضروری ہے۔

عذاب قبر:

عذاب قبر کے حوالے سے امام طحاویؒ خود بیان کرتے ہیں:

((وبعذاب القبر لمن كان له اهلا، وسوال منكر ونكير في قبره عن ربه ودينه ونبيه، على ما جاءت به الأخبار عن رسول الله ﷺ وعن الصحابه رضوان الله عليهم۔ والقبر روضة من رياض الجنة اور حفرة من حفر النيران))[36]

"عذاب قبر جس کے لیے ہو، حق ہے، منکر و نکیر کی صاحبِ قبر سے اس کے رب، نبی اور دین کے بارے سوالات کرنا جو نبی اکرم ﷺ اور صحابہؓ سے منقول ہے۔ قبر جنت کے باغوں میں ایک باغ یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

---

[35] عثیمین، محمد بن صالح، شرح عقیدہ واسطیہ، ص ۲۵۰

[36] طحاوی، ابو جعفر، العقیدۃ الطحاویۃ، ص ۲۴

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عقیدہ آخرت ہر مومن کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے۔

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾[37] (الملک:۲)

”جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ وہ تم کا آزمائے کہ تم میں عمل میں اچھا کون ہے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ۔ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ﴾[38] (المومنون:۱۵۔۱۶)

قبر کی نعمت اور قبر کا عذاب برحق ہے، جس کے دلائل و براہین کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن قبر کا عذاب ہے کیا؟ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

(ومن الایمان بالیوم الآخر:الایمان بکل ما أخبربه النبیﷺ مما یکون بعد الموت)[39]

”قیامت کے دن پر ایمان لانے میں ہر اس چیز پر ایمان لانا بھی داخل ہے جس کے بعد از مرگ وقوع پذیر ہونے کی نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی۔“

روز قیامت پر ایمان لانے کا حکم فریضہ واجبہ ہے اور دین میں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اکثر مقامات پر اپنے اور روز قیامت پر ایمان کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے اس لیے کہ جو شخص روز قیامت پر ایمان نہ رکھتا ہو اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا ممکن نہیں ہے جس شخص کا قیامت کے دن پر ایمان نہیں ہو گا وہ کبھی عمل نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ انسان قیامت کے دن عزت و کرامت کی امید اور عذاب و سزا کے خوف کی وجہ سے عمل کرتا ہے۔ اگر اس کا اس دن پر ایمان نہیں ہو گا تو وہ ان لوگوں جیسا ہو گا جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾[40]

”اور انہوں نے کہا نہیں ہے، مگر صرف ہماری دنیا کی زندگی، ہم یہیں پر مرتے اور جیتے ہیں، اور نہیں ہم کو ہلاک کرتا مگر زمانہ ہی۔“

اس عقیدے کے ساتھ ساتھ قبر کے عذاب اور نعمتوں پر یقین رکھنا، فتنہ قبر پر یقین رکھنا، مومنوں کی قبر میں ثابت قدمی، اور اس کے برعکس ہتھوڑے کا عذاب اور انسان کا چیخ و پکار کرنا، انعام و عذاب پر یقین رکھنا یہ عقیدہ آخرت کا بنیادی حصہ ہے۔

---

[37] الملک:۲

[38] المومنون:۱۵۔۱۶

[39] ابن تیمیہ، عقیدہ واسطیہ: ص۳۷۳

[40] الجاثیہ:۲۴

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پھر قیامت کبریٰ کے بارے میں یقین رکھنا کہ قیامت قائم ہو گی، ارواح کا جسم میں لوٹایا جانا، قبروں سے لوگوں کا اٹھایا جانا، قیامت کے روز سورج کا ایک میل کی مسافت پر ہونا، روز قیامت ہر شخص کا اپنے برے عمل کی بدولت پسینے میں شرابور ہونا، میزان کا اثبات ہونا، اعمال کا وزن رکھنا اور وزن ہونا، نیکیوں کا گناھوں سے بڑھنا اور انسان کی کامیابی کا ذریعہ بننا، گناہوں کی زیادتی کے باعث انسان کی تباہی ہونا، اعمال کے دفتروں کا کھلنا، اللہ تعالیٰ کا مخلوق کا محاسبہ کرنا، کفار کے محاسبہ کا مومنوں کے محاسبہ سے مختلف ہونا، حوض کوثر کا وجود، پل صراط کا وجود، پل صراط کی کیفیت، تہذیب کے بعد جنت کا داخلہ، سب سے پہلے امت محمدیہ کا جنت میں جانے کا اثبات، نبی اکرم ﷺ کا شفاعت کرنا، آپ ﷺ کو مخصوص شفاعت کا حق ملنا، اللہ تعالیٰ کا اپنے رحم وفضل سے لوگوں کو جہنم سے نکالنا، جنت کا وجود اور نعمتوں سے بھرپور ہونا اور جہنم کا وجود اور سزاوں سے بھرپور ہونا عقیدہ اہل السنہ والجماعہ کا حصہ ہے۔

اگر ان تمام نکات میں سے کسی ایک نکتہ پر بھی ایک مومن دگمگا جاتا ہے، تو اس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جامعات میں عقیدہ آخرت کے حوالے سے الحادی نظریات سے بچاؤ کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

مشتبہ امور سے اجتناب:

اہل السنہ والجماعہ کا عقیدہ ہے کہ وہ واضح بین چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ امام طحاوی نے اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

((ونقول:الله أعلم فيما اشتبه علينا علمه))[41]

"علم دین میں سے ہم پر اگر کوئی چیز مشتبہ ہو جائے تو ہم اس مقام پر کہتے ہیں کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

آج کل جدید ٹیکنالوجی کے دور میں زندگی گزارنا جہاں ایک حد تک انتہائی سہل و آسان ہے وہاں بہت سارے ایسے معاشرتی مسائل ہیں جن میں اشتباہ ہے اور ان کے بارے فیصلہ انتہائی مشکل ہے۔ اسی لیے ایسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إن الحلال بين وإن الحرام بين۔۔۔))[42]

"بے شک حلال وحرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جنھیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص مشتبہ امور سے بچ گیا، یقینا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔"

دراصل تشابہ بات کے بارے بات کرنا لاعلمی کی بنیاد ہوتا ہے۔ اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے مشتبہ امور سے بچنا ہر مومن کے لیے ضروری ہوتا ہے، دنیاوی زندگی گزارتے ہوئے کئی معاملات خصوصا تجارت وخانگی امور میں ایسے معاملات آتے ہیں جن کے بارے میں کچھ واضح نہیں ہوتا لیکن ان میں پڑنا اپنے دین وعزت کو خطرے میں ڈالنا ہوتا ہے۔ ایسے میں انسان حرام میں پڑ جاتا ہے۔ یہی اہل سنت کا مذہب ہے جسے امام طحاوی نے واضح کیا ہے۔

---

[41] طحاوی، ابوجعفر، عقیدہ طحاویہ، ص ۲۴

[42] مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۴۰۹۴

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عقیدہ تکفیر / مسلمانوں پر تلوار چلانا اور پاکستان کا قومی بیانیہ:

مسلمانوں میں رشتہ اخوت ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں اس کا سب سے بہترین مظہر اس وقت سامنے آیا جب ہجرت مدینہ ہوئی اور مہاجرین وانصار میں باہمی رشتہ مواخاۃ وجود میں آیا، جس کے تحت ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا گیا۔ اس بنا پر وہ ایک دوسرے کے جان مال وعزت کے محافظ بن گئے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

((ولانری السیف علی احد من امة محمدﷺ إلا من وجب علیه السیف))[43]

"ہم امت محمد ﷺ میں سے کسی پر تلوار چلانا درست نہیں سمجھتے سوائے اس کے جس پر تلوار چلانا واجب ہو چکا ہو۔"

اس میں واقعتہ کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ کہ اسلام اخوت وبھائی چارے کا دین ہے اور اس حوالے سے قرآن کریم میں واضح ارشاد موجود ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾[44]

"یادرکھو! سارے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

اور حدیث مبارکہ میں ہے:

((المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه))[45]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ ہی ظلم ک لیے ظالم کے حوالے کرتا ہے۔"

لیکن موجودہ دور میں پاکستانی جامعات میں یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ عقیدہ تکفیر پنپ رہا ہے اور اس بنا پر ایک دوسرے کی جان لی جارہی ہے جس کی مثال گذشتہ سال خان عبد الولی خان یونیورسٹی میں مشال خان کا قتل تھا۔

حکومت پاکستان نے تکفیری سوچ کے تدارک اور اور ایک دوسرے کے خون کو حلال سمجھنے کی نفی کرنے کی غرض سے ایک قومی بیانیہ ترتیب دیا ہے جسے "پیغام پاکستان"[46] کا نام دیا گیا ہے۔ آج اس سوچ کو ان جامعات میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اسلاف کا وہ عقیدہ جو اہل السنہ کی علامت ہوا کرتا تھا، ہماری قومی جامعات میں اس سے ممکنہ طور پر انحرافی سوچ سامنے آرہی ہے۔ اس کے قومی وبین الاقوامی طور پر تدارک کے لیے اور سرکاری و نجی سطح پر اس کی نفوذپذیری کے لیے عملی کاوش کا نفاذ ضروری ہے جس کے لیے طلباء، اساتذہ علماء، سرکاری وغیر سرکاری اداروں کو اس کے لیے عملی تعاون کرنا چاہیے تاکہ اسلام کی صحیح شکل اقوام عالم کے سامنے آسکے۔

---

43 طحاوی، ابو جعفر، العقیدۃ الطحاویہ، ص ۲۳

44 الحجرات: ۱۰

45 حدیث

46 محققین ادارہ تحقیقات اسلامی، پیغام پاکستان، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۸

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نتیجۃ البحث:

مسلمانوں کے عقائد کی بنیاد توحید الٰہی کے ساتھ ساتھ ان اجزائے ایمان پر ہے جس کی وضاحت حدیث جبرائیل میں موجود ہے۔اسکے ساتھ ساتھ عبادات و معاملات کے حوالے سے یہ عقیدہ رکھنا کہ گناہ مومن کو نقصان پہنچاتا ہے اور ایمان بعد الموت اور اس کی دیگر جزئیات پر ماننا اہل السنہ کا بنیادی عقیدہ ہے۔امام طحاوی نے اسی کی تفصیل نہایت مختصر و جامع الفاظ میں اپنی کتاب عقیدہ طحاویہ میں کر دی ہے۔اس میں انتہائی لطیف و دقیق نکات کی طرف بھی مباحث ہیں جو امام طحاوی کے معاصر باطل فرق کا خاصہ تھے اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ہر باطل و الحادی سوچ کا فکری لحاظ سے رد، کی مباحث موجود ہیں جو اس کتاب کا بنیادی خاصہ ہے۔

اگر معاصر الحادی رویوں پر بحث کی جائے جو ہماری سرکاری و نجی جامعات میں کسی حد تک اثر پذیر ہو رہے ہیں تو امام طحاوی کے الفاظ میں ان کے رد کی گنجائش موجود ہیں، مثلاً فرقہ پرستی، الحادی فکر اور مسلمانوں پر تلوار چلانے کے حوالے سے ہے، جن کی اسلام سختی سے تردید کرتا ہے۔

علاوہ ازیں "پیغام پاکستان" کے حوالے سے حکومت پاکستان کی جاری کردہ قومی بیانیہ بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس فکر کی ہمارے جامعات و سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں گنجائش نہیں۔اور علماء، اساتذہ، دانشور و مشائخ کی ذمہ داری ہے کہ اسی قومی بیانیے کی تصویر پاکستانی قوم کو پیش کریں تاکہ اہل السنہ والجماعہ کے اصل عقیدے طرف مسلمان راہنمائی پاسکیں۔یہی فکر امام طحاوی کے عقیدہ سے حاصل ہوتی ہے۔